نوحہ شہزادہ علی اکبرؑ

باپ سے اٹھے گا اکبرؑ تیرا لاشہ کیسے
وہ اسے خیمے میں لے جائے گا تنہا کیسے

وہ تو اس آس پہ جیتی ہے کہ تُو آئے گا
اپنی بہنا کو بھرے کنبے سے ملوائے گا
دیکھنا چھوڑ دے صغرا تیرا رستہ کیسے

تُو نے جن گلیوں میں بچپن ہے گزارا اپنا
اب وہاں کون ہے ہمشکلِ نبیؐ تُو ہی بتا
بُھول جائے گا بھلا تجھ کو مدینہ کیسے

چار جانب ہیں یہاں تشنہ لبی کے ڈیرے
تجھ سے بڑھ کر ہے زباں خشک پدر کی تیرے
پھر بھی دیکھے تیرا بابا تجھے پیاسا کیسے

تُو نے کیوں اُس سے ہی مرنے کی رضا مانگی ہے
جس نے ہر دم تیرے جینے کی دعا مانگی ہے
یہ پھوپھی بِن تیرے رہ پائے گی زندہ کیسے

لعل کو پالا ہے آنکھوں میں بسا کر تم نے
بر سرِ کرب و بلا مادرِ اکبرؑ تم نے
زخم سینے پہ جواں لعل کے دیکھا کیسے

گھر سے مقتل کو جو نازوں کا پلا آتا ہے
پھر سے آکر کوئی اکبرؑ سے لپٹ جاتا ہے
یوں اٹھے اور نہ گرے خیمے کا پردہ کیسے

غم رہا بیٹے کا بینائی تو باقی ہی نہ تھی
کانپتے ہاتھ تھے شبیرؑ سے پوچھے کوئی
تم نے پھل برچھی کا سینے سے نکالا کیسے

بین لیلیٰؑ کے تھے زخمی جو تیرا چہرہ ہے
خاک بالوں میں ہے پیشانی سے خوں بہتا ہے
یہ بتا دے میں بناؤں تجھے دولہا کیسے

ہم نے اظہارؔ غمِ شاہؑ میں ماتم ہی کیا
یادِ اکبرؑ میں صدا آنکھ کو پرنم ہی کیا
ہو بپا شام و سحر دل میں نہ گریہ کیسے

شاعرِ اہلِ بیتؑ علی اظہارؔ